**Open Access**
*Al Khadim Research Journal*
*Islamic Culture and Civilization*
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u18-v2.2(21)286-299
http://arjicc.com/index.php/arjicc



# رشتہ ازدواج وخلع کی حدوداور عصری معنویت کا تحلیلی و تحقیقی جائزہ

## Analytical Review of the Jurisdictions and Current Ideality of Marriage and Khul'a (divorce by returning the dower)

Dr. Hafiz Muhammad Siddique *
Dr. Farzana Iqbal **
Muhammad Aslam Rajpar***

**Abstract**
The Almighty Allah created the universe to express His existence and greatness. After adorning the earth with colorful blessings, He settled it with humanity. He connected human beings in the bonds of kinship and revered them in tribes and clans for recognition. They found themselves linked in the necessities of life to each other, hence He gave them a system of rights and duties, through the Prophets and Revealed Books of divine guidance that would take them to the fulfillment of the needs of their body, as well as man would not be in a state of spiritual confusion. These matters make it clear that the humen are interconnected and there are some distances between them too. Man, in his private and personal life, is somewhat independent as well as bound by social relations. If this balance of private and social life is maintained, then the atmosphere of home and society presents a view of heaven and if the balance is disturbed, it becomes a part of hell. The study evolves the analytical perspective of Marriage and Khul'a.
**Keywords:** Marriage, Rights of Wife, Husband Rights, Khul'a, Divorce, Kinship, Social Relations

### 1. اسلام میں رشتہ ازدواج

خدائے بزرگ و برتر نے اپنے وجود ذات اور شان عظمت وصفات کے اظہار کے لیے کائنات کو وجود بخشا۔اور اپنی قدرت کے کرشموں سے روئے ارضی کو رنگارنگ نعمتوں سے سجانے کے بعد انسانیت سے آباد فرمایا۔انسانوں کو رشتے ناطوں کے بندھن میں جوڑا اور شعوب وقبائل کے ذریعے تعارف وپہچان سے سرفراز کیا۔انسانیت میں سب سے پہلے جس رشتے نے جنم لیا وہ آدم (علیہ السلام) اور حوا (علیہا السلام) کی شکل میں میاں بیوی کا رشتہ ہے۔اسلام کے عطاء کردہ معاشرتی نظام میں والدین کے بعد میاں بیوی کا تعلق قریبی ترین تعلق قرار پاتا ہے۔میاں بیوی کا رشتہ باہم بھروسے اور رازداری کا رشتہ ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:"هن لباس لكم وانتم لباس لهن"(1)(وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے)۔اللہ نے قرآن کریم میں اس رشتے کو قدرت کی نشانیوں میں شمار کیا ہے:"ومن ايته ان خلق لكم من انفســـكم ازواجا لتســـكنوٓا اليها وجعل بينكم مودة ورحمةطان في ذلك لايت لقوم يتفكرون-"(2)(اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے

* Associate Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: hm.siddique@iub.edu.pk ORCID: https://orcid.org/0000-0002-4162-8801
** Assistant professor, Department of Islamic Studies, The Govt Sadiq College Women University Bahawalpur.
Email: farzana.iqbal@gscwu.edu.pk ORCID: https://orcid.org/0000-0002-6958-6391
*** Lecturer, Government Degree College Thari Mirwah, Khairpur Mirs, Sindh.
Email: aslamaligohargmail.com

تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقینا اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں)۔اس رشتے کی اہمیت زوجین کے حقوق وفرائض میں توازن کا مطالبہ کرتی ہے۔

## 2. حقوق الزوجین میں باہمی توازن

مرد وزن کے اس ازدواجی رشتہ میں توازن قائم رکھنے کی اسلام نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ جہاں مرد کو عورت پر حاکم ونگران مقرر کرتے ہوئے اللہ پاک نے فرمایا: "الرجال قوامون علي النسـاء"[3](مرد عورتوں پر حاکم ونگران ہیں)۔ وہیں مرد کو بھی اللہ پاک نے تاکید فرمادی: "وعاشـروهن بالمعروف"[4](اوران کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو)۔اور زمانہ جاہلیت کے برعکس خاوند کے حقوق کے ساتھ ساتھ بیوی کے بھی حقوق متعین فرمائے ہیں۔[5] جیساکہ اسلام نے مسلمان بیوی کو حکم دیاہے کہ وہ:

- اپنے خاوند کی اطاعت کرے۔[6]
- اس کی اطلاع واجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔[7]
- نہ ہی اس کی اطلاع واجازت کے بنا گھر میں کسی کو آنے دے۔[8]
- خاوند کے لیے اپنا بناؤ سنگھار کرے۔[9]
- خاوند کی جنسی ضرورت پوری کرے۔[10]
- خندہ پیشانی سے پیش آئے۔[11] خاوند کی اولاد، مال اور عزت کی محافظ بن کر رہے۔[12]

اسی طرح اسلام بیوی کے حقوق کے حوالے سے مسلمان خاوند کو حکم دیتاہے کہ وہ:

- اپنی بیوی کا حق مہر خوش دلی سے ادا کرے۔[13]
- خود کو بیوی کے لیے سنوارے۔[14]
- اپنی حیثیت کے مطابق رہائش کا بندوبست کرے۔[15]
- اپنی مالی سکت کے بقدر بیوی کے کھانے، پینے، پہننے، اوڑھنے، وغیرہ جیسی بنیادی ضروریات کا بندوبست کرے۔[16]
- دینی معاملات سیکھنے اوران کے مطابق عمل کرنے میں اس کی معاونت کرے۔[17]
- کردار وگفتار میں حسن ونرمی کی خو ڈالے۔[18]
- اس کی عزت وعفت کا محافظ بنے۔[19]
- جنسی ضرورت کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ پرائیویسی وراز داری کے معاملات کا مکمل رازدار رہے۔[20]

ان تمام تر حقوق وفرائض کے نظام کا مقصد ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانااور اس رشتے میں رخنہ پڑنے کے امکانات کا سد باب کرنا ہے، تاکہ

طلاق، خلع یا فسخ کے ذریعے رشتہ ازدواجیت کو ٹوٹنے سے بچایا جاسکے۔

### 3. میاں بیوی میں خلش اور اسلامی تعلیمات

عام طور پر ان حقوق وفرائض کی ادائیگی میں دانستہ یا نادانستہ تساہل ہی رشتہ ازدواج کے بگڑنے کا باعث بنتا ہے۔تاہم زوجین کی باہمی چپقلش آشکار ہوجائے، تواس کے تدارک کے لیے اسلام میں درج ذیل سنہری تعلیمات ملتی ہیں:

i. میاں بیوی کو ایک دوسرے سے ناراضگی کی وجوہات معلوم کر کے اپنے اختلافات حتی الامکان خود مٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ بعض اوقات ایسے معاملات میں کوئی تیسرا شریک ؛ مثلا والدین، بھائی، دوست اور دیگر رشتہ دار خود انتہائی جذبات کی وجہ سے یا ذاتیات کی وجہ سے ایسے معاملات کو افہام وتفہیم سے کوسوں دور پہنچا دیتا ہے۔اسی خدشے کے پیش نظر فرمان نبوی ہے: "ليس منا من خبب امرأة على زوجها، أو عبدا على سيده "[21] یعنی جس نے کسی عورت کو اپنے خاوند کے خلاف کیا یا کسی غلام کو اپنے مالک کے خلاف کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔اسلام میں طلاق ایک ناپسندیدہ عمل ہے، فرمان نبوی ہے: "أبغض الحلال إلى الله تعالى الطلاق "[22] یعنی اللہ تعالی کے نزدیک حلال امور میں سے ناپسندیدہ ترین چیز طلاق ہے۔ حتی الامکان تعلق نکاح کو باہمی گفت وشنید سے انقطاع سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

ii. اگر زوجین کے باہمی گفت وشنید سے معاملہ حل نہ ہوسکے، تو دونوں کے خاندانوں میں سے غیر جانبدار ایک ایک منصف مقرر کر کے معاملے کو افہام وتفہیم کے قریب لانے کی کوشش کرنی چاہیے، جیسا کہ فرمان باری ہے: "وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها۔"[23] (اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں ان بن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو۔)اس لیے مصالحت کی کوشش کرنے والوں کی نیتوں کا اخلاص نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

iii. اب ان منصفوں کا کام یہ ہے کہ باہمی خلش کی وجوہات معلوم کریں اور صلح کرانے کی کوشش کریں۔اس مناسبت سے اللہ تعالی نے منصفوں کے عزم وارادہ کو اہم قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے: "ان يريدآ اصـــلاحا يوفق الله بينهما"[24] (وہ اگر صلح کر دینی چاہیں گے تو خدا ان میں موافقت پیدا کردے گا)۔

iv. اگر مصالحت کی کوئی صورت پیدا نہ ہوسکے تو شرعی طور پر مرد کو اجازت ہے کہ اپنی منکوحہ کے طہر (پاکیزگی کے دنوں) میں ایک طلاق دے۔ پھر اگلے طہر میں ایک طلاق دے۔ اگر اس دوران میاں بیوی کو لگے کہ انہیں یہ رشتہ باقی رکھنا چاہیے تو رجوع کرلیں، ورنہ تیسرے طہر میں تیسری طلاق دے کر اس رشتہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کیا جاسکتا ہے۔[25]

v. شرعی طور پر عورت کے حیض (ناپاکی کے ایام) میں طلاق، اکٹھی دو طلاق یا اکٹھی تین طلاق دینا تمام مسلم مسالک اور مکاتب فقہ کے نزدیک پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ کیونکہ ان صورتوں میں پھر سے تعلق کو نبھانے کا داعیہ پیدا ہوجانے کی صورت میں واپسی کا راستہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوجاتا ہے۔

vi. اور اگر مصالحت کی کوئی صورت پیدا نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دے تو اسلام میں ہر گز جبر نہیں کہ کچھ بھی ہو جائے اس تعلق کو نبھانا ضروری ہے، یا ظلم و جبر کی چکی میں پسنا ازبس ضروری ہے۔ نہیں، بلکہ جبر واکراہ کے راستے کو مسدود کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ اگر اس بات کا خوف ہو کہ زوجین اپنے تعلق ازدواج میں اللہ تعالی کے مقرر کردہ حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے، تو عورت مرد سے حق مہر کی صورت میں جو مال لے چکی ہے سارے یا کچھ حصے کے بدلے خلع کر سکتی ہے۔

vii. اگر خاوند خلع کے لیے تیار نہ ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ وہ عدالت کے توسط سے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے۔

## 4. خلع کا مفہوم

لغت کے اعتبار سے خلع کے معنی نزع کے آتے ہیں، یعنی خلع کا معنی ایک چیز سے دوسری چیز کو نکالنا یا اتارنا کے آتے ہیں ۔ مثلا اہل عرب کہتے ہیں: خلع الثوب ای نزعه (اس نے کپڑے نکالے)۔(26) جبکہ شرعی طور پر خلع کا مفہوم یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی سے مال لیکر ملک نکاح سے دستبردار ہو جائے۔ خلع کے لغوی اور شرعی مفہوم میں موافقت یوں ہے کہ خلع میں بھی عورت مال کے بدلے مرد کے رشتہ زوجیت سے باہر نکل جاتی ہے۔ جیسا کہ فقہی اصطلاحات کی تعریفات پر مبنی مشہور کتاب معجم لغة الفقه میں خلع کا مفہوم بیان ہوا ہے کہ "طلاق الرجل زوجته علی مال تبذله له"(27) یعنی شوہر کا اپنی منکوحہ کو حق مہر کی صورت میں دیا گیا مال واپس لیکر طلاق دینا خلع کہلاتا ہے۔ کمال الدین ابن ھمام نے اپنی کتاب فتح القدیر میں لکھا ہے کہ "إزالة ملك النكاح بلفظ الخلع"(28) یعنی خلع کے لفظ کے ساتھ ملک نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ ان تعریفات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مال کے بدلے میں طلاق خلع ہے، نیز بغیر مال کے لفظ خلع سے میاں بیوی میں ہونے والی جدائی بھی خلع کے زمرے میں آتی ہے۔

## 5. خلع کے مخصوص الفاظ اور فقہاء کے نزدیک ان کا حکم

خلع کے لیے استعمال کیے جانے والے مخصوص الفاظ ہیں۔ اور خلع کے لیے انہی الفاظ کے ساتھ جدائی ضروری ہے۔ لہذا ایک دوسرے کو محض مال عطا کر دینے سے خلع درست نہ ہوگا مثلا بیوی خاوند کو مال دیکر اس کے گھر سے نکل جائے بغیر اسکے کہ خاوند نے اس سے یہ کہا ہو کہ تو مجھ سے اتنے کے عوض خلع کرلے اور وہ کہے کہ میں نے خلع کر لیا یا یہ ہو کہ عورت خاوند سے کہے کہ تم میرے ساتھ اس قدر معاوضہ پر خلع کرلو اور خاوند کہے کہ میں نے اتنے پر خلع منظور کر لیا۔ غرض لفظوں میں خلع کیلئے ایجاب و قبول کا ہونا ضروری ہے۔ خلع کے الفاظ کی تعداد، وقوع خلع ونوعیت طلاق اور نیت کی شرط سے متعلقہ احکام میں فقہاء کی متفرق آراء ہیں۔

### فقہ حنفی

فقہ حنفی کے مطابق خلع کے الفاظ پانچ قسم کے ہیں، جن کا نا صرف معنی الگ الگ ہے بلکہ شرعی حکم بھی مختلف ہے:

❖ اول وہ الفاظ ہیں جو خود لفظ خلع کے مصدر سے نکلے ہیں مثلا بیوی سے کہا کہ خالعتک (میں نے تیرے ساتھ باہمی طور پر خلع کیا)، اختلعی (تو مجھ سے خلع کرلے)، اخلعی نفسک (تو اپنے نفس کا خلع کرلے) اور اختلعتک (میں نے تجھ پر خلع عائد کر لیا)۔ ان الفاظ سے بغیر

کسی نیت کے خلع ہو جاتی ہے۔

- دوسری قسم کا لفظ بارأتک (میں نے تجھے بری کر دیا) ہے۔ اگر خاوند نے بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے بیس اشرفیوں کے عوض بری کر دیا اور بیوی نے اسے منظور کر لیا تو اس خلع کی صورت میں طلاق بائن ہو گی اور بیوی کے ذمہ بیس اشرفیاں لازم ہونگی اور مہر ساقط ہو جائے گا اور اگر بیوی نے اسے قبول نہ کیا تو نہ طلاق واقع ہو گی اور نہ بیوی کے ذمہ کچھ عائد ہو گا۔
- تیسری قسم کا لفظ باینتک (میں نے تجھے بائن کر دیا) ہے۔ یہ لفظ خلع کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اگر گفتگو کے دوران خلع کے علاوہ کوئی اور تذکرہ نہیں ہوا اور عورت نے اسکو قبول کر لیا تو یہ خلع ہو گی اور بیوی کا مہر و دیگر حقوق ساقط ہو جائیں گے۔ اگر بیوی قبول نہ کرے لیکن خاوند نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق ہو گی ورنہ طلاق بھی نہیں ہو گی۔
- چوتھی قسم کا لفظ فارقتک (میں نے تجھے جدا کر دیا) ہے۔ اگر اس کے ساتھ مالی معاوضہ کا ذکر کیا اور یوں کہا کہ میں نے تجھے ایک سو کے عوض جدا کیا اور بیوی نے اسکو منظور کر لیا تو یہ بھی خلع ہو گا اور وہ بائنہ ہو جائے گی اور ایک سو اسکے ذمہ لازم ہو جائیں گے۔ نیز اسکے حقوق متعلقہ مہر وغیرہ ساقط ہو جائیں گے۔ اگر بیوی نے اسے منظور نہ کیا تو طلاق واقع نہ ہو گی۔
- پانچویں قسم کا لفظ طلاق بعوض مال (مال کے عوض طلاق) کا استعمال ہے لہذا اگر ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ تو بیس اشرفی کے عوض اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے اور بیوی نے کہا کہ مجھے منظور ہے یا بیوی نے کہا کہ میں نے اس کے عوض اپنے نفس کو طلاق دی تو یہ بھی خلع ہو گی، طلاق بائن پڑ جائے گی اور بیس اشرفی عورت کے ذمہ لازم ہو جائیں گی۔

### مالکیہ کے مطابق

مالکی فقہاء کہتے ہیں کہ معاوضہ پر طلاق دینے کو خلع کہتے ہیں، لہذا جب بھی معاوضہ کے بدلے طلاق ہو گی وہ خلع شمار ہو گی، اس میں اور طلاق میں الفاظ کا کوئی تفاوت نہیں۔ مالکی موقف کی وضاحت کے لئے حسب ذیل دو صورتیں بنتی ہیں:

- اگر بیوی نے خاوند سے کہا کہ مجھے میرے مہر کے معاوضہ میں طلاق دو یا سو روپے کے عوض طلاق دیدو۔ اور خاوند کہے کہ میں نے اس کے عوض تجھے طلاق دیدی تو طلاق بائن پڑ جائے گی اور معاوضہ طلاق بیوی کو دینا ہو گا۔
- اسی طرح اگر خاوند نے کنایہ ظاہری سے بہ نیت طلاق بیوی کی بات کو قبول کر لیا تو اس پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔

### شافعیہ کے مطابق

شافعیہ کہتے ہیں کہ شریعت کی اصطلاح میں خلع ایسے قول کو کہتے ہیں جس سے میاں بیوی کے درمیان معاوضہ پر علیحدگی ہو جاتی ہے

- خلع کے لئے شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے جو معاوضہ سے متعلق ہیں۔
- ہر وہ لفظ جو صراحۃ یا کنایۃ طلاق کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے خلع ہے اس سے طلاق بائن پڑ جاتی ہے۔

### حنابلہ کے مطابق

حنابلہ کہتے ہیں کہ خلع یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی یا کسی اور سے معاوضہ لیکر مخصوص الفاظ کے ذریعہ بیوی سے جدا ہو جائے۔ علماء حنابلہ کے ہاں خلع کے مخصوص الفاظ کی دو قسمیں ہیں:

- پہلی قسم صریح الفاظ: اس کے الفاظ یہ ہیں؛ خلعت (میں نے تجھ سے خلع کر لیا) فسفت (تجھے فسخ کر دیا) فادیت (تجھے چھوڑ دیا)۔ اگر خاوند ایسے الفاظ استعمال کرے اور معاوضہ کی شرائط کو ملحوظ رکھے گو معاوضہ کی نوعیت معلوم نہ ہو لیکن بیوی قبول کرے تو خلع درست ہو گا اور اس کے بعد دونوں میں علیحدگی ہو جائے گی۔ ان الفاظ سے عورت اپنے نفس کی مالک ہو جاتی ہے لیکن طلاق کی تعداد تین سے کم نہ ہو گی۔
- دوسری قسم کنایہ الفاظ: خلع کیلئے کنایہ کے الفاظ بھی تین ہیں بارأتک (میں نے تجھے بری کر دیا)۔ باینتک (میں نے تجھے بائن کر دیا)۔ استبرأتک (میں نے تیری براءت کر دی)۔ ان تین الفاظ سے خلع ہو جاتا ہے بشرطیکہ نیت خلع کی ہو یا صورت حال سے نیت ثابت ہوتی ہو۔ بصورت دیگر کچھ لازم نہ ہو گا۔ بہر حال وہ طلاق جو معاوضہ کے مقابلے میں ہو اس سے طلاق بائن پڑ جائے گی۔

خلع کے مفہوم سے آگاہی کے بعد خلع کی اقسام، نوعیت اور مشروعیت کی ضرورت سے واقفیت نہایت اہم ہے۔

## 6. خلع کی اقسام

کتب فقہ میں خلع کی دو قسمیں یا صورتیں پائی جاتی ہیں:

- **خلع بلا بدل:** اس صورت میں خلع در حقیقت طلاق ہی ہوتی ہے بس لفظ خلع کا استعمال کیا جاتا ہے، اور عورت کو اس خلع کے بدلے میں کوئی بدل یا عوض خاوند کو دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، جیسا کہ علامہ علاؤالدین کاسانی نے فرمایا: فالخلع إن كان بغير بدل. بأن قال: خالعتك، ونوى الطلاق فحكمه أنه يقع الطلاق، ولا يسقط شيء من المهر۔[29]

یعنی شوہر نے خلع بلا بدل کی صورت میں اپنی بیوی کو کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کی اور نیت طلاق کی ہو تو بلا کسی بدل و معاوضے کے طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور اس صورت میں عورت کا ذرا سا بھی مہر ساقط نہیں ہو گا۔

- **خلع بالبدل:** خلع کی یہ صورت پہلی صورت کے برعکس ہے اور اس میں عورت کو طلاق کا بدل و عوض بھی دینا پڑتا ہے، اگر مہر پہلے سے وصول نہ کیا ہو تو اس خلع کی صورت میں وہ بھی خاوند کے ذمے سے ساقط و معاف ہو جائے گا، اگر کچھ عرصہ کا نان نفقہ خاوند کے ذمے ہو تو اس کا بھی اب خاوند سے مطالبہ نہیں کر سکتی۔ اگر مہر پہلے سے لے چکی ہے تو اس صورت میں مہر واپس بھی کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب بدائع الصنائع میں ہے: وإن كان ببدل فإن كان البدل هو المهر بأن خلعها على المهر فحكمه أن المهر إن كان غير مقبوض أنه يسقط المهر عن الزوج، وتسقط عنه النفقة الماضية، وإن كان مقبوضا فعليها أن ترده على الزوج۔[30]

لفظ خلع بلا بدل ہونے کی صورت میں طلاق کنایہ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن برصغیر پاک و ہند میں خلع کا ایک خاص مفہوم متعین ہو چکا

ہے۔ یہاں بالعموم عورت مہر سے دستبرداری کے عوض مرد سے تفریق حاصل کرتی ہے۔ بالفاظ دیگر پاکستان اور ہندوستان میں خلع بنیادی طور پر طلاق بالمال کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن خلع کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلا بدل ہو یا بالبدل لفظ طلاق کی بجائے خلع کا لفظ استعمال کیا جائے۔ ہندوستان و پاکستان میں عام طور پر خلع بالبدل کی صورت میں بھی طلاق ہی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے یعنی شوہر یہ کہنے کی بجائے کہ 'میں اپنی زوجہ مسماۃ فلاں سے خلع کرتا ہوں' کہتا ہے کہ 'میں طلاق دیتا ہوں'۔ حالانکہ اسکو لفظ طلاق کی بجائے خلع کا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔

## 7. خلع کی نوعیت باعتبار حکم

فقہاء کے نزدیک خلع ایک قسم کی طلاق ہے، لہذا حسب ذیل حالات کے اعتبار سے جو حکم طلاق کا ہے وہی خلع کا ہو گا:

⇐ اگر صورتحال میاں بیوی میں علیحدگی کی متقاضی ہو تو اس صورت میں طلاق کو جائز کہا جائے گا۔

⇐ اگر خاوند بیوی کا بار اٹھانے اور حقوق زوجیت پورا کرنے سے عاجز ہو تو یہ طلاق واجب ہو جاتی ہے۔

⇐ اگر طلاق سے بیوی اور اولاد پر ظلم ہوتا ہو تو ایسی طلاق حرام ہے۔

علماء احناف کے نزدیک یہ مذکورہ احکام جس طرح طلاق پر عائد ہوتے ہیں اسی طرح خلع پر بھی ہوتے ہیں۔ نیز حنفیہ کے نزدیک خلع اس وقت بھی جائز ہے جبکہ طلاق ناجائز ہوتی ہے مثلاً ایام ماہواری یا حالت نفاس کے دوران یا ایسی صورت میں جس میں کہ بیوی کے ساتھ مباشرت ہو چکی ہو خلع درست ہے لیکن طلاق درست نہیں۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ بنیادی طور پر خلع مکروہ ہے لیکن اگر عورت ساتھ رہنے کو برا سمجھتی ہو تو خلع مستحب ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خلع نہ حرام ہے نہ واجب۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اوقات ممنوع میں طلاق کی طرح خلع بھی ممنوع ہے جیسا کہ طلاق بدعی کے بارے میں حکم ہے۔

## 8. ضرورت خلع اور جواز کے دلائل

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بیویوں پر دیگر کئی حیلوں اور بہانوں سے ظلم کرنے کے ساتھ ساتھ اس طرح بھی ظلم کرتے تھے کہ نہ تو اپنی زوجہ کو بیوی بنا کر عزت سے بساتے تھے اور نہ ہی طلاق دے کر ان کو نکاح کی پابندی سے آزاد کرتے تھے۔ ایسا کرنے والوں سے جب پوچھا جاتا کہ ان کو اپنے ساتھ عزت کے ساتھ بساتے کیوں نہیں؟ تو جواب دیتے کہ ہم نے طلاق دے دی ہے۔ اور جب یہ پوچھا جاتا کہ پھر ان کو دوسری جگہ مرضی سے نکاح کیوں نہیں کرنے دیتے؟ تو پھر جواب دیتے کہ ہم نے عدت کے اندر رجوع کر لیا تھا، لہذا نکاح بحال ہے۔ طلاق کی تعداد مقرر نہ ہونے کی وجہ سے ساری زندگی اس ظلم کو روا رکھتے تھے۔ دور جہالت میں مرد چاہے ہزار بار طلاق دیتا، اسے رجوع کرنے کا اختیار حاصل ہوتا۔ ایک عورت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی کہ اس کا خاوند اسے طلاق دیتا ہے اور عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر کے اسے ایذاء دیتا ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کر دیا تو سورۃ البقرۃ کی آیت 229 نازل ہوئی کہ:

الطلاق مرتن فامساکم بمعروف او تسریحم باحسان ولا یحل لکم ان تاخذوا مآ اتیتموھن شیءا الآ ان یخافآ الا یقیما حدود

الله فان خفتم الا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به تلک حدود الله فلا تعتدوھاج ومن يتعد حدود الله فاولٰئک هم الظلمون۔[31]

طلاق دو بار ہے۔ پھر یا تو سیدھی طرح عورت کو روک لیا جائے یا بھلے طریقے سے اس کو رخصت کر دیا جائے اور رخصت کرتے وقت ایسا کرنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم انہیں دے چکے ہو، اس میں سے کچھ واپس لے لو، البتہ یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ زوجین کو اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ سکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر انہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الٰہی پر قائم نہ رہیں گے۔ تو ان کے درمیان یہ معاملہ ہو جانے میں مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرو اور جو لوگ حدود الٰہی سے تجاوز کریں، وہی ظالم ہیں۔

مذکورۃ الصدر آیت مبارکہ سے درج ذیل امور پر واضح روشنی پڑتی ہے:

- ❖ اسلام نے مرد کے لامحدود طلاق کا حق رکھنے کے معاملے میں عورت کی دادرسی کا سامان مہیا کرتے ہوئے اس ظلم کے راستے کو مسدود کیا اور طلاق کو تین کے عدد میں محدود کر دیا۔[(32)]
- ❖ مرد کو اختیار دیا کہ دو طلاق کے بعد رجوع کر کے عورت کو عزت سے بسائے۔[(33)]
- ❖ یا وہ تیسری طلاق دے کر عورت کو احسان کے ساتھ رخصت کر دے۔[(34)]
- ❖ اگر میاں بیوی میں ناچاقی کی صورت میں گھر کے بڑوں کی ہر کوشش کے باوجود زوجین میں بن نہ پائے اور مرد عورت کو طلاق بھی نہ دے، تو عورت کے پاس اپنے مستقبل کا فیصلہ کے لیے خلع کا راستہ ہے۔ [(35)]

مذکورہ آیت مبارکہ کے ساتھ ساتھ خلع کے مشروعیت کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس (رضی الله تعالی عنهما) سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس (رضی الله تعالی عنه) کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میں ثابت بن قیس کے دین یا اخلاق پر کوئی اعتراض نہیں کرتی، نہ عیب لگاتی ہوں لیکن مجھے اسلام میں رہ کر کفران نعمت پسند نہیں (یعنی خاوند پسند نہیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اتردين عليه حديقته؟ اس سے جو باغ تم نے حق مہر میں لیا ہے وہ اسے واپس کر دو گی؟ بولیں جی حضور، رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوند سے فرمایا: اپنا باغ قبول کرو اور اسے ایک طلاق دے دو۔[36]

مذکورہ حدیث سے درج ذیل امور کی طرف رہنمائی ملتی ہے:

- ثابت بن قیس کی بیوی اس کے نکاح میں رہنے کیلئے آمادہ نہ تھی۔
- حضور اکرم ﷺ کو اس امر کا اطمینان ہو گیا تھا کہ عورت اپنے شوہر سے متنفر ہے۔
- اور اس قدر بیزار ہے کہ اگر ان میں خلع نہ کرایا گیا تو وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔
- حضور اکرم ﷺ نے حق مہر میں دیئے جانے والا باغ واپس کرنے کی شرط پر مرد کو طلاق دینے کا حکم فرمایا۔

قرآن وسنت کے ساتھ ساتھ عقل بھی جواز خلع کی متقاضی ہے، جیسا کہ علامہ ابن رشد(رحمه الله تعالى) فرماتے ہیں کہ خلع کے جواز کا فلسفہ یہ ہے کہ جب مرد کو عورت کی طرف سے تکلیف ہو تو شریعت نے اسے طلاق کا اختیار دیا ہے۔اور جب عورت کو مرد کی طرف سے کوئی تکلیف ہو تو اسکے اختیار میں خلع ہے۔

مذکورہ بالا نقلی و عقلی دلائل سے واضح ہوا کہ بوقت ضرورت شریعت میں خلع کا جواز موجود ہے۔ نیز ثابت بن قیس(رضی الله تعالى عنه) والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جدائی کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو تو قاضی یا سربراہ کو مرد کا لحاظ رکھنا چاہئے اور عورت کو طلاق بغیر المال کی بجائے خلع ہی دلوانا چاہیے۔

### عام حالات میں خلع کی ممانعت

جس طرح بلاضرورت اور بلاوجہ طلاق ایک امر قبیح ہے، بعینہ اسی طرح خلع بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔امام ترمذی نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت نے بھی اپنے شوہر سے بغیر کسی معقول عذر اور مجبوری کے خلع حاصل کیا اس پر بہشت کی خوشبو حرام ہے۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ بہشت کی خوشبو نہ پائے گی۔ان روایات سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ خلع کی اجازت اور جواز شدت ضرورت کے وقت ہے۔

### شرائط متعلقہ معاوضہ خلع

معاوضہ خلع کے درست ہونے کی چند شرطیں ہیں:

- معاوضہ ایسی شے کی شکل میں ہونا چاہئے جسکی کوئی قیمت ہو لہذا کوئی معمولی سی چیز جسکی کوئی قیمت نہیں ہے مثلاً گندم، جو یا چاول کا ایک دانہ، تو اسے خلع کا معاوضہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔
- ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ مال پاکیزہ اور حلال ہو جس کا استعمال میں لانا درست ہو۔ مثلاً شراب، سور، مردار یا خون کو خلع کا معاوضہ نہیں بنایا جا سکتا۔شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں ایسی اشیاء کی کوئی قیمت نہیں ہے، اس لیے یہ معاوضہء خلع بھی نہیں بن سکتیں۔
- علاوہ ازیں یہ بھی شرط ہے کہ خلع کے معاوضہ میں طے شدہ شے غصب کی ہوئی اور چوری کی ہوئی نہ ہو۔

عورت کی ملک میں موجود پاکیزہ وحلال باقیمت ووقعت مال کے عوض خلع کرنا درست ہے خواہ مال نقدی کی شکل میں ہو یا مال تجارت ہو یا مہر ہو یا ایام عدت کا نفقہ یا دودھ پلانے اور پرورش کرنے کی اجرت وغیرہ۔

### مال خلع کا حقدار ہونے کی جائز اور ممنوع صورتیں

⇐ اگر خاوند اپنی بیوی پر معاملہ خلع کیلئے تشدد کرے اور اسے دکھ پہنچائے تاکہ اس سے فدیہ وصول کرے تو اس طرح پر کوئی مال اسے وصول کرنا خاوند کیلئے حرام ہے خواہ وہ مال مہر ہو یا کوئی اور مال ہو، کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد اس طرف اشارہ کرتا ہے۔ ترجمہ: بیوی کو جو کچھ دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔

⟸ اگر عورت مال کے عوض خلع کو قبول کرے تو ادائیگی مال اس پر لازم ہو جائے گی اور خلع عائد ہو جائے گی اور اسکے معاوضہ میں جو مال وہ شخص وصول کرے گا وہ اس مال کا مالک ہو گا۔

⟸ اگر بیوی کا معاوضہ کو منظور کرنا خاوند کی ضرر رسانی اور بد سلوکی پر مبنی ہو تو اس مال خلع پر خاوند کی ملکیت مذموم ہو گی ہاں خاوند کیلئے مال خلع کا مالک ہونا اس صورت میں روا ہو گا جبکہ خلع خاوند سے بیوی کی نفرت اور کراہت کی بنا پر ہوا ہو۔

⟸ اگر خاوند نے بیوی کو خلع کے قبول کرنے پر مجبور کیا ہو اور بیوی نے مجبور ہو کر اسے منظور کر لیا ہو۔ اگر خاوند نے لفظ خلع استعمال کیا ہو تو طلاق بائن پڑ جائے گی لیکن خاوند کو مال کا کوئی حق نہ ہو گا کیونکہ بیوی کے ذمہ مال واجب ہونے کہ شرط یہ ہے کہ وہ ادائے مال پر راضی ہو۔

⟸ اگر خاوند نے بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے ایک سو کے عوض طلاق دی اور اسے ادائیگی مال پر مجبور کیا تو طلاق رجعی پڑ جائے گی اور خاوند زر فدیہ کا حقدار نہ ہو گا۔

⟸ اگر خاوند نے خلع کا لفظ استعمال کیا ہے تو طلاق بائن پڑ جائے گی اور معاوضہ ساقط ہو جائے گا اور اگر مال کے عوض طلاق کو کیا ہو تو طلاق رجعی پڑے گی اور معاوضہ اس صورت میں بھی ساقط ہو گا۔[37]

## پاکستان میں خلع کے رائج قوانین

پاکستان میں خلع سے متعلق کوئی باقاعدہ قانون موضوعہ (Enacted Law) موجود نہیں ہے۔ خلع کے دعوی کو دفعہ 8 مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 کے تحت سماعت کیا جاتا ہے۔ پاکستان کی عدالتوں نے خلع کی تعبیر و تشریح سے متعلق نہایت اہم فیصلہ جات دیئے ہیں جو خلع کے معاملے میں گائیڈ لائن کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

جسٹس عبدالرحمن اور جسٹس ہارنس نے ایک مقدمہ عمری بی بنام مہر دین میں قرار دیا کہ یہ عدالت کیلئے قابل قبول نہیں کہ وہ شوہر کی مرضی کے بغیر خلع کرائے۔ ساتھ ہی فاضل جج صاحبان نے یہ بھی قرار دیا کہ ناپسندیدگی یا نفرت کی بناء پر عدالتیں نکاح کو فسخ نہیں کر سکتیں۔ اس مقدمہ میں عدالت ابتدائی کی طرف سے اس بناء پر کہ عورت اپنے شوہر سے اس درجہ متنفر ہے کہ اسکا اپنے شوہر کے ساتھ کسی طور پر بھی سکون اور آرام کے ساتھ رہنا ممکن نہ تھا تنسیخ نکاح کا حکم جاری کر دیا گیا۔[38]

دفعہ 7 مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1961 کے تحت اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق دیگا تو وہ اس کا نوٹس متعلقہ یونین کونسل کو دیگا جو 30 دن میں مصالحتی کونسل تشکیل دیگی۔ جو دونوں کے درمیان راضی نامہ کی کوشش کرے گی۔ ناکامی کی صورت میں 90 دن کے بعد طلاق موثر سرٹیفیکٹ جاری کیا جائے گا۔ جبکہ ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 کی دفع 21 (b) تنسیخ کو ڈگری کی صورت میں فیملی کورٹ ڈگری کی اطلاع یونین کونسل کو دیگی۔ جو 90 دن بعد طلاق موثر سرٹیفیکٹ جاری کریگی۔

ہائی کورٹ ملتان بینچ نے ایک حالیہ فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ محض تنسیخ ڈگری کی صورت میں طلاق نا ہو گی، جب تک سرٹیفیکٹ نا ہو۔ اس

کیس میں خاتون نے یکطرفہ تنسیخ ڈگری کے بعد شادی کر لی تھی۔ جس پر ایف آئی آر درج ہوئی اور ہائی کورٹ نے طلاق سرٹیفیکٹ نا ہونے کی بنا پر دوسرے نکاح کو غلط قرار دیا اور اس کے شوہر کی ضمانت خارج کر دی۔

خلع کے جواز کے معاملہ میں جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن نے مجموعہ قوانین اسلام میں تفصیلی بحث کی ہے۔ دفعہ 116 کے مطابق:

اگر عدالت کو اس امر کا اطمینان ہو گیا ہو کہ زوجین شدید ناچاقی کے سبب باہمی معاشرت میں احکام خداوندی کی پابندی نہ کر سکیں گے تو شوہر کو خلع کا حکم دے گی مگر شرط یہ ہے کہ اگر قصور مرد کا پایا جائے گا تو عدالت بلا معاوضہ تفریق کرادے گی مزید شرط یہ ہے کہ اگر قصور عورت کا ہو یا دونوں میں سے کسی کا نہ ہو مگر حالات خلع کے متقاضی ہوں تو شوہر کو عورت سے مناسب معاوضہ دلوایا جائے گا۔[39]

## خلع اور حکم عدالت

جمہور علماء کے نزدیک بھی خلع کے جائز ہونے کیلئے حاکم وقت یا اس کے نائب یعنی قاضی یا جج کا موجود ہونا شرط نہیں۔ لیکن خلع کیلئے حاکم وقت کی موجودگی ضروری نہ ہونے کا صرف یہ مطلب لیا جائے گا کہ فریقین باہمی خلع کرنا چاہیں تو اس کے جواز کیلئے حاکم یا جج کی شرط نہیں چنانچہ اگر فریقین باہمی رضامندی سے علیحدگی اختیار کرنا چاہیں تو اسکو فقہی اصطلاح میں مبارات کہا گیا ہے جو خلع کے حکم میں ہے۔ اگر فریقین میں ناچاقی ہو اور بات چیت تک کا سلسلہ منقطع کر چکے ہوں، نیز انہیں یقین ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور خلع کرانا چاہیں تو ایسی صورت میں کوئی تیسرا شخص ہی خلع کر سکتا ہے اور ایسی صورت میں خلع عدالت کے ذریعے کرایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اگر عورت رشتہ زوجیت کو منقطع کرنا چاہے اور مرد کو اسکا بدل دینے کیلئے آمادہ ہو تو اسلام مذکورہ شرائط کے ساتھ عورت کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ حاکم وقت یا اسکی قائم کردہ عدالت میں حاضر ہو کر استغاثہ پیش کرے اور بذریعہ عدالت شوہر سے خلع حاصل کرے۔ قرآن حکیم کی آیت اور ثابت بن قیس کو رسول کریم ﷺ کا حکم دینا کہ تم اپنا باغ واپس لے لو اور زوجہ کو طلاق دے دو اس بات کا ثبوت ہے کہ زوجین میں ناچاقی کی صورت میں عورت کی درخواست پر خلع کرانا عدالت کے فرائض منصبیہ میں سے ہے جبکہ جج میاں بیوی دونوں کی بات سننے کے بعد اس بات پر مطمئن ہو کہ فریقین کیلئے باہمی معاشرت میں احکام خداوندی کی پابندی کرنا ممکن نہیں ہے۔ ثابت بن قیس کے معاملے میں رسول کریم ﷺ کا فیصلہ یقیناً اسلام کے سب سے پہلے قاضی کی حیثیت میں تھا۔ اگر عورت یا اس کے اہل خانہ عدالتی کاروائی میں رکاوٹ بنیں اور کسی بھی ناجائز طریقہ سے عدالتی پیغامات خاوند تک نہ پہنچنے دیں یا عدالت خاوند کی مرضی جانے بغیر یک طرفہ فیصلہ کرے تو یہ نہ صرف شرعی طور پر غلط ہے، بلکہ قانونی اور اخلاقی طور پر بھی غلط ہے۔

## حوالہ جات


1 القرآن، سورة البقرة 02: 187

2 ایضا، سورة الروم 30: 21

3 ایضا، سورة النساء 4: 34

4 ایضا، سورة النساء 4: 19

5 ایضا، سورة البقرة 2: 228

6 صحيح ابن حبان، كتاب النكاح، رقم الحديث: 4163- صحيح الترغيب والترهيب، رقم الحديث: 1931

7 القرآن، سورة الاحزاب 33: 33- و السلسلة الاحاديث الصحيحة للالبانى، رقم الحديث: 2688

8 البخارى، محمد بن اسماعيل، الصحيح للبخارى، دار طوق النجاه، بيروت، الطبعة الاولي، 1422هـ، كتاب النكاح، رقم الحديث: 5195

9 ایضا، كتاب النكاح ، رقم الحديث: 5245

10 ایضا، كتاب بدء الخلق، رقم الحديث: 3237

11 ایضا، كتاب الكسوف، رقم الحديث: 1004

12 القرآن، سورة النساء 4: 34- و البخارى، محمد بن اسماعيل، الصحيح للبخارى، كتاب الجمعة، رقم الحديث: 853

13 القرآن، سورة النساء 4: 4، 24، 27

14 ایضا، سورة البقرة 2: 228

15 ایضا، سورة الطلاق 65: 6

16 ایضا، سورة البقرة 2: 233؛ سورة الطلاق 65: 7؛ مسلم، ابن الحجاج قشيرى، الصحيح للمسلم، كتاب الحج، رقم الحديث: 1218

17 القرآن، سورة التحريم 66: 6

18 مسلم، ابن الحجاج قشيرى، الصحيح للمسلم، كتاب الرضاع، رقم الحديث: 1469

19 البخارى، محمد بن اسماعيل، الصحيح للبخارى، كتاب الجمعة، رقم الحديث: 853

20 ایضا، كتاب الصوم، رقم الحديث: 1874؛ الدارمى، أبومحمد عبدالله، السنن، رقم الحديث: 6169

21 أبو داود، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، بيروت، كتاب الطلاق، باب فى كراهية الطلاق، رقم الحديث: 2175

22 ایضا، رقم الحديث: 2178

23 القرآن، سورة النساء 4: 35

24 ایضا، سورة النساء 4: 35

25 اگر طلاق دینے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہے تو اس شرعی طریقے کو اپنانے سے طلاق کے بعد دوبارہ مصالحت کی صورت پیدا ہو جانے کے وقت پہلی طلاق کے بعد بغیر نکاح کے اور دوسرے طلاق کے بعد نکاح کے ساتھ رجوع کا راستہ باقی ہوتا ہے۔

26 ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار الصدر، بیروت، 1414ھ، ج8، ص76

27 قلاجی، محمد رواج وحامد صادق قنیبلی، معجم لغات الفقہ، دار النفائس، بیروت، طبع دوم، 1408ھ، ج1، ص199

28 ابن الہمام، کمال الدین محمد، فتح القدیر، دار الفکر، بیروت، کتاب الطلاق، باب الخلع، ج4، ص210

29 الکاسانی، علاؤالدین ابو بکر ابن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، 1986، ج3، ص15

30 ایضا

31 القرآن، البقرہ229:02

32 ایضا،230:02

33 ایضا،229:02

34 ایضا،230:02

35 ایضا،229:02

36 البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح للبخاری، رقم الحدیث: 4971

37 علماء اکیڈمی لاہور، کتاب الفقہ، باب الخلع، ص 151

38 Air 1945 Lah 51

39 تنزیل الرحمن، مجموعہ قوانین اسلام، ج2، ص598

## References


1 The Qur'ān 02: 187
2 Ibid, 30: 21
3 Ibid, 4: 34
4 Ibid, 4: 19
5 Ibid, 2: 228
6 Ibn Hibbān, Sahih Ibn Hibban, Book of Marriage, Hadīth No.: 4163
7 The Qur'ān 33: 33; Al-Albanī, Nasir-ul-Dīn, Silsilat al-Ahadīth al-Sahiha, Hadīth No. 2688
8 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, al-Jām'i a-Ssahīh, Dar Tuq al-Najah, Beirut, 1st ed., 1422AH, Kitab al-Nikah, Hadīth No.: 5195
9 Ibid, Hadīth No.: 5245
10 Ibid, Kitab Badi' al-Khalq, Hadīth No.: 3237
11 Ibid, Kitab al-Kosuf, Hadīth No.: 1004
12 The Qur'ān 4: 34; Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, al-Jām'i a-Ssahīh, Kitab al-Jum'ah, Hadīth No.: 853
13 The Qur'ān 4: 4, 24, 27
14 Ibid, 2: 228
15 Ibid, 65: 6
16 Ibid, 2: 233; Ibid, 65: 7; Muslim, Ibn al-Hajjaj Qusheri, al-Jām'i a-Ssahīh, Kitab al-Hajj, Hadīth No.: 1218
17 The Qur'ān 66: 6
18 Muslim, Ibn al-Hajjaj Qusheri, al-Jām'i a-Ssahīh, Kitab al-Ridha'a, Hadīth No.: 1469
19 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, al-Jām'i a-Ssahīh, Kitab al-Jum'ah, Hadīth No.: 853
20 Ibid, Kitab al-Saom, Hadīth No.: 1874; Al-Darmi, Abu Muhammad 'Abdullah, Al-Sunnan, Hadīth No.: 6169
21 Abu Dawud, Sulayman bin al-'Asha'th, Al-Sunnan, al-Maktaba al-Misria, Beirut, Kitab al-Talaq, Hadīth No.: 2175
22 Ibid, Hadīth No.: 2178
23 The Qur'ān 4: 35
24 Ibid
25 If there is no option other than of divorce, then by adopting this Shari'ah method, there is still a way to reconcile after the divorce, without Nikah after the first divorce and with Nikah after the

second divorce.

26 Ibn Manzoor Afriqī, Muhammad ibn Mukarram, Lisan al-‘Arab, Dar al-Sadr, Beirut, 3rd Ed., 1414AH, V. 8, P. 76

27 Muhammad Rawaj Qal’ajī and Hamid Sadiq Qanibī, M’ujam Lughah al-Fiqh, Dar al-Nafais, 2nd Ed., 1408AH, V. 1, P. 199

28 Ibn al-Hammam, Kamal al-Din Muhammad, Fateh al-Qadīr fī Sharh al-Hidaya, Dar al-Fikr, Beirut, Kitab al-Talaq, Bab al-Khul’a, V. 4, P. 210

29 Al-Kasanī, Allauddīn Abu Bakr ibn Mas'ud, Badaa’ al-Sana’i fī Tartīb al-Shra’ie, Dar Al-Kotub al-ilmiah, Beirut, 2nd Ed., 1986, V. 3, P. 151

30 Ibid

31 The Qur’ān 02: 229

32 Ibid, 02: 230

33 Ibid, 02: 229

34 Ibid, 02: 230

35 Ibid, 02: 229

36 Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, al-Jām’i a-Ssahīh, Hadīth No.: 4971

37 Kitab al-Fiqh Lahore, ‘Ulma Academy, P. 151

38 Air 1945 Lah 51

39 Tanzīl –al-Rahman, Majmu’ah Qanin-e-Islam, V. 2, P. 598